سوال

(218) فنڈز کوٰۃ وغیرہ خود جمع کر کے تقسیم کر سکتا ہے یا نہیں۔

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یا فنڈز کوٰۃ وغیرہ اپنے گاؤں میں خود جمع کر کے انجمن اہل حدیث قائم کی جائے اور باہمی مشورے سے سالانہ آمدنی کا اندازہ کر کے اس جمع شدہ رقم بیت المال کو حسب ذیل مصارف پر خرچ کیا جائے تو زکوٰۃ ادا ہو سکتی ہے؟ جواب قرآن شریف اور حدیث مبارک سے ہو؟

(۱) ماتحت تنظیم توحید و سنت کی اشاعت بذریعہ تقریر و تحریر خصوصاً گمراہ فرقوں کی روک تھام جو اپنے نظام کے ماتحت مسلمانوں کو گمراہ کر رہے ہیں۔

خر(یدا)کتب وغیرہ، سامان انجمن، جن کتابوں سے اشاعت اسلام و تدریس طلبہ مقصود ہو۔

ا(۳)طلبہ مقامی بذریعہ کتب، پارچہ جات و ضروریات خوراک وغیرہ جو طلبا علم دینیات حاصل کر رہے ہوں۔

(۴)اسی انجمن کسی ایسے مدرسہ عربیہ کو جو قرآن و حدیث کی خدمت کر رہا ہو، امداد دیں۔

(۵) اسی صورت پر کسی ایسی انجمن اہل حدیث کی امداد جو جماعت کی تنظیم کی کوشش کر رہی ہو۔

ب.دوسرا طریق تمام سائلوں کو خود زکوٰۃ تقسیم کرنا جن کی حالت کا کچھ علم نہیں ہوتا ہے، ان میں کون سا طریق بہتر اور کار ثواب ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحۃ السؤال

م السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

بر ۴ ص ۴۲۴ میں ہے:

ی ان اللفظ عام فلایجوز قصرہ علیٰ نوع خاص ویدخل فیہ جمیع وجوہ الخیر من تکفین الموتیٰ وبنا الجسور والحصون وعمارۃ المساجد وغیر ذلک والاوّل اولیٰ لاجماع الجمہور علیہ))

''یعنی کہا گیا ہے، کہ فی سبیل اللہ لفظ عام ہے، اس کو ایک قسم پر بند کرنا جائز نہیں، اور اس میں تمام کار خیر داخل ہیں، جیسے مردوں کو کفن دینا، پل بنانا، قلعے اور مسجدیں تعمیر کرنا وغیرہ اور پہلی صورت جہاد (مع حج) مراد ہونا، بہتر ہے، کیوں کہ اس پر جمہور کا اجماع ہے۔''

بر ۲ صفحہ ۲۵۴ میں ہے:

ی بعضہم ان اللفظ عام فلایجوز قصرہ علیٰ الغزاۃ فقط ولہذا اجاز بعض الفقہاء صرف سہم سبیل اللہ الیٰ جمیع وجوہ الخیر من تکفین الموتیٰ وبناء الجسور والحصون وعمارۃ المساجد وغیر ذلک قال لان قولہ وفی سبیل اللہ عام فی الکل فلایختص بصنف دون غیرہ والقول الاول ہوا لصحیح الاجماع الجمہور علیہ))

''یعنی بعض نے کہا کہ لفظ عام ہے، پس اس کو صرف غازیوں پر بند کرنا جائز نہیں، اس لیے بعض فقہاء نے سبیل اللہ کا حصہ ہر کار خیر میں صرف کرنا جائز قرار دیا ہے، مثلاً مردوں کو کفن دینا، پل بنانا، قلعے اور مسجدیں تعمیر کرنا، وغیرہ، انہوں نے (یعنی فقہاء نے) کہا ہے کہ فی سبیل اللہ کا لفظ عام ہے، ایک قس

لد ۴ صفحہ ۴۰۱۴ میں ہے:

م ان ظاہر اللفظ فی قولہ وفی سبیل اللہ لایوجب القصر علیٰ کل الغزاۃ فلہذا المعنیٰ نقل القفال فی تفسیرہ عن بعض الفقہا ان ہو اجازو اصرف الصدقات الیٰ جمیع وجوہ الخیر من تکفین الموتیٰ وبنا الحصون وعبارۃ المساجد لان قولہ وَفِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ عامٌ))

''یعنی اس بات کو جان لے کہ لفظ فی سبیل اللہ کا ظاہر عام ہے، غازیوں پر بند کرنے کو واجب نہیں کرتا، اسی وجہ سے قفال نے اپنی تفسیر میں بعض فقہاء سے نقل کیا ہے، کہ انہوں نے تمام امور خیر میں صدقات کا صرف کرنا جائز رکھا ہے، جیسے مردوں کو کفنانا، قلعے اور مسجدیں تعمیر کرنا۔''

ہے:

((فمن جاہد ہم بیدہ فھو مؤمن ومن جاہد ہم بلسانہ فھو مومن ومن جاھد ھم بقلبہ فھو مومن ولیس رواء ذلک حبۃ خردل من الایمان رواہ مسلم)) (مشکوٰۃ ص ۲۹)

ہ مؤمن ہے، اور جو زبان سے ان کے ساتھ جہاد کرے، وہ مومن ہے، جو دل سے ان کے ساتھ جہاد کرے، وہ مومن ہے، اور اس کے ورے رائی برابر بھی ایمان نہیں۔''

ہے:

لَّذِیْنَ اُحْصِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ ضَرْبًا فِی الْاَرْضِ الایۃ

اس آیت سے پہلے صدقات کا ذکر ہے، پھر فرمایا ہے، یہ صدقات ان فقیروں کے لیے ہیں، جو اللہ کے راستے میں بند ہیں، زمین میں سفر نہیں کر سکتے، یعنی سوداگری وغیرہ نہیں کر سکتے (کیوں کہ سفر کرنے میں دین کا کام بند ہوتا ہے۔)

ہے:

ذ مِنْ اَغْنِیَائِ ھِمْ وَتُرَدُّ عَلٰی فُقَرَاءِ ھِمْ))

ا نوں کے غنیوں سے لے کر ان کے فقیروں کو دی جائے۔''

ہے:

ل یَاْکُلْ طَعَامَکَ اِلَّا تَقِیٌّ)) (مشکوٰۃ ص ۴۲۶ باب الحب فی اللہ)

ا نا سوائے متقی کے اور نہ کھائے۔''

ہے!

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ زکوٰۃ بدمعاش کا حق نہیں، ورنہ صدقہ کرنے والے کو اپنے صدقہ کے ضائع ہونے کا افسوس نہ ہوتا، اور خواب میں تسلی کی ضرورت نہ پڑتی۔

بعض لوگ دروازے دروازے لقمہ لقمہ مانگنے والوں کو زکوٰۃ دیتے ہیں، وہ بڑی غلطی کرتے ہیں، کیوں کہ ایسے سائل اکثر بے دین ہوتے ہیں، نیز ایک غلطی اور کرتے ہیں، وہ یہ کہ سال بھر زکوٰۃ گھر میں بند رکھتے ہیں، اور تھوڑی تھوڑی آئے گئے کو دیتے ہیں، خدانخواستہ اگر درمیان سال میں موت آ گئی، تو زکوٰۃ

یہ کا خیال ہے کہ مال میں صرف زکوٰۃ اللہ کا حق ہے، اور نہیں، حالانکہ قرآن و حدیث سے اور بھی حق ثابت ہے، مشکوٰۃ میں ہے:

((عن فاطمۃ بنت قیس قالت قال رسول اللہ ﷺ ان فی المال لحقا سوی الزکوٰۃ ثم تلا لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْھَکُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ الایۃ)) (رواہ الترمذی وابن ماجہ والدارمی۔ مشکوٰۃ فضل الصدقۃ فصل ۲ ص ۱۶۱)

، قیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مال میں زکوٰۃ کے سوا بھی حق ہے، پھر آیت لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْھَکُمْ (الآیۃ)''

اس آیت میں زکوٰۃ کے علاوہ بھی مسکینوں محتاجوں کو دینے کا ذکر ہے، پس معلوم ہوا کہ مال میں زکوٰۃ کے سوا بھی حق ہے، نیز اس سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ تھوڑی ادا نہ کرنی چاہیے، کیونکہ اس آیت و حدیث میں زکوٰۃ کے علاوہ جس حق کا ذکر ہے، یہ وہی ہے جو موقع بموقع آ پڑتا ہے، جیسے کوئی سائل آ گیا، یا کسی مسا

اس کی مثال ایسی ہے، جیسے آج کل کی حکومتوں نے کہیں معاملہ لگا رکھا ہے، کہیں ٹیکس لیتی ہے، کہیں چنگی کا قانون جاری ہے، کہیں اسٹامپ فروشی اور سکہ فروشی ہے، اس قسم کی خاص عام بہت سے مدات ہیں، جن سے حکومت پیسہ وصول کرتی ہے، لیکن اسلامی احکام کی بناء پر محض ہمدردی ہے، اور مو

اسی طرح کا خون ہو جائے، یا کوئی اور نقصان پہنچ جائے، تو اس کا مالی جانی فائدہ سرکار کو ہے، قاتل پر مقدمہ چلایا جاتا ہے، جیل میں جائے، یا جرمانہ ہو، ہر صورت میں سرکار کا گھر بھرتا ہے، برخلاف اسلامی روایات کے ان میں اولیاء مقتول کا اختیار رہے، خواہ معاف کر دیں، یا دیت (مالی معاوضہ) لیں یا قتل کر

(عبداللہ امرتسری روپڑی، دارالعلوم جامعہ اہل حدیث لاہور) (تنظیم اہل حدیث جلد نمبر ۱۳ شمارہ نمبر ۲۳)

هذا ما عندي واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ علمائے حدیث

جلد7ص324-331

محدث فتویٰ